

از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 30 مارچ 1953

پوپٹ لال شاہ

بنام

سٹیٹ آف مدراس۔

یونین آف انڈیا و دیگر اراں۔ مداخلت کار

[پتنجلی شاستری چیف جسٹس، مکھرجی، ویوین بوس، غلام حسن اور بھگوتی جسٹس صاحبان]
مدراس سیز ٹیکس ایکٹ (IX، سال 1939)، دفعات 2، 3 (ترمیم سے پہلے، سال 1947)۔ "صوبے کے اندر فروخت"، جس کا مطلب ہے فروخت پر ٹیکس کالیوی جہاں سامان میں جائیداد صوبے سے باہر گزرتی ہے۔ قانونی حیثیت۔ صوبائی قانون سازی۔ علاقائی دائرہ اختیار۔

مدراس سیز ٹیکس ایکٹ، 1939 کے تحت، جیسا کہ اس سے پہلے مدراس ایکٹ XXV، سال 1947 کے ذریعے ترمیم کی گئی تھی، محض یہ حقیقت کہ فروخت کا معاہدہ صوبہ مدراس کے اندر کیا گیا تھا، اس نے ایسا لین دین نہیں کیا جو کسی دوسرے صوبے میں مکمل ہوا تھا جہاں سامان میں موجود جائیداد گزر گئی تھی، صوبہ مدراس کے اندر فروخت اور ایکٹ کی توضیحات کے تحت اس طرح کے لین دین پر قانونی طور پر کوئی ٹیکس عائد نہیں کیا جاسکتا تھا۔

اگرچہ کوئی صوبائی قانون سازی ٹیکس کا کوئی قانون منظور نہیں کر سکتا تھا جو بھارت کے کسی بھی دوسرے حصے پر پابند ہو، لیکن کسی صوبے کے لیے یہ کافی مجاز تھا کہ وہ صوبے سے باہر ہونے

والے لین دین پر ٹیکس عائد کرنے والی قانون سازیہ کرے بشرطیکہ اس طرح کے لین دین اور ٹیکس لگانے والے صوبے کے درمیان کافی اور حقیقی علاقائی گٹھ جوڑ ہو۔

عنوان اور تمہید، قانون کی تعمیر میں معاون کے طور پر ان کی قدر جو بھی ہو، بلاشبہ قانون سازیہ کے ارادے اور ڈیزائن پر روشنی ڈالتی ہے اور خود قانون سازیہ کے دائرہ کار اور مقصد کی نشاندہی کرتی ہے۔

یہ تعمیر کا ایک طے شدہ قاعدہ ہے کہ قانون سازی کے ارادے کا پتہ لگانے کے لیے کسی قانون کے تمام آئینی حصوں کو ایک ساتھ لیا جانا چاہیے اور ہر لفظ کے جملے یا جملے کو قانون کے عمومی مقصد اور مقصد کی روشنی میں سمجھا جانا چاہیے۔

مدراس ہائی عدالت کے فیصلے کو الٹ دیا گیا۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 92، سال 1952۔

آئین ہند کے آرٹیکل 132(1) اور 134(1)(c) کے تحت 29 اگست 1952 کے فیصلے اور حکم سے مدراس کی نظام عدلیہ کی عدالت عالیہ (راجا منر چیف جسٹس اور وینکٹاراما ایئر جسٹس) کی فوجداری اپیل نمبر 129، سال 1952 میں اپیل 25 فروری 1952 کے حکم سے پیدا ہوتی ہے، ساتویں پریذیڈنسی مجسٹریٹ عدالت، ایگمور، مدراس، 1950 کے کیلنڈر کے سی ٹی نمبر 1358 میں۔

بی سومیا (سی آر پٹا بھی رمن، اس کے ساتھ) اپیل کنندہ کے لیے۔

مدعا علیہ کی طرف سے مدراس کے ایڈووکیٹ جنرل وی کے ٹی چاری (وی وی راگھون اور ان کے ساتھ الادی کوپسوامی)۔

یونین آف انڈیا کے لیے بھارت کے اٹارنی جنرل ایم سی سینتلاوڈ (جی این جوشی اور پی اے مہتا، ان کے ساتھ)۔

ریاست بہار کے لیے بی کے پی سنہا۔

ایس ایم سیکری، ایڈوکیٹ جنرل پنجاب (ایم ایل، سیٹھی، ان کے ساتھ) ریاست پنجاب کے لیے۔

ریاست میسور کے لیے میسور کے ایڈوکیٹ جنرل اے آر سومناٹھ آئیر (آرگنٹٹی ایئر، ان کے ساتھ)۔

ریاست اتر پردیش کے لیے کے۔ بی۔ استھانہ۔

ریاست ٹراوانکور کوچین کے لیے ٹراوانکور۔ کوچین کے ایڈوکیٹ جنرل ٹی این سبرانیا ایئر (ایم آر کرشنا پلئی اور بالا کرشنا ایئر، ان کے ساتھ)۔

ریاست مدھیہ پردیش کے لیے وی این سیٹھی۔

حسین قاسم دادا (انڈیا) لمیٹڈ کے لیے ہزار ناویس۔ (مداخلت کار نمبر 8)۔

30.1953 مارچ۔ عدالت کا فیصلہ جسٹس کھر جی نے سنایا۔

یہ اپیل، جو ہمارے سامنے آئین کے آرٹیکل 134 (1) (c) اور 132 (1) کے تحت مدراس عدالت عالیہ کی طرف سے دی قابل سند پر آئی ہے، مدراس عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کے اپیلٹ فیصلے کے خلاف ہدایت کی قابل ہے، جو فوجداری اپیل نمبر 129، سال 1952 میں منظور کیا گیا تھا، جس کے ذریعے فاضل ججوں نے 25 فروری 1952 کے ساتویں پریذیڈنسی مجسٹریٹ، مدراس کے ایک حکم کی تصدیق کی تھی، جس میں اپیل کنندہ کو مدراس جنرل سیز ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 15 کے تحت قابل سزا جرم کا مجرم قرار دیا گیا تھا اور اسے 1,000 روپے جرمانہ ادا کرنے کی سزاسنائی؛ ناہندہ کو 3 ماہ کی مدت کے لیے قید کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اپیل کنندہ انڈولمیان ٹریڈنگ کمپنی نامی تاجروں کی ایک فرم کا شراکت دار ہے جس کا صدر دفتر مدراس شہر میں ہے اور وہ مونگ پھلی کا تیل، ساگو اور کرانا کے سامان فروخت کرنے اور خریدنے کا کاروبار کرتا ہے۔ یکم اپریل 1947 سے 31 دسمبر 1947 تک کی مدت کے لئے کمپنی کو مدراس ایکٹ 9، سال 1939 کے تحت 37,771 انوں کی مجموعی آمدنی پر 37,771 روپے کی رقم کے لئے سیز ٹیکس کا تخمینہ لگایا گیا تھا اور اس کی ادائیگی میں ناکامی کے لیے اس کے خلاف

ایکٹ کی دفعہ 15 کی دفعات کے تحت مقدمہ درج کیا گیا تھا جس کے نتیجے میں اسے سزا سنائی گئی جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ کاروبار کا کورس، جس کے بعد عام طور پر کمپنی آتی ہے اور جس کی اصل میں اس مدت کے دوران پیروی کی جاتی ہے جس کے لیے تشخیص کی جاتی ہے، مندرجہ ذیل ہے: کمپنی کو کچھ اشیا کی فراہمی کے لیے کلکتہ کے تاجروں سے اپنے مدراس دفتر میں آرڈر موصول ہوتے ہیں۔ یہ اشیا مقامی بازاروں میں خریدی جاتی ہیں اور انہیں ریل یا اسٹیم کے ذریعے کلکتہ بھیجا جاتا ہے۔ ریلوے کی رسیدیں اور لینڈنگ کے بل بائع کمپنی کے نام سے لیے جاتے ہیں اور اسی طرح انشورنس پالیسیاں بھی، اور انہیں کلکتہ میں کمپنی کے بینکروں کو بھیجا جاتا ہے جو قیمتوں اور دیگر چارجز کی ادائیگی پر سامان وصول کرنے والوں کو پہنچاتے ہیں۔ واحد نقطہ جس پر غور کرنے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ کیا ان حالات میں فروخت کے لین دین پر مدراس کے جنرل سیلز ٹیکس ایکٹ کے تحت ٹیکس عائد کیا جانا واجب تھا؟

عدالت عالیہ کے سامنے ایسا لگتا ہے کہ دونوں فریقوں نے اس موقف کو قبول کر لیا ہے کہ اگر اوپر بیان کردہ حقائق پر، جن سے دونوں فریقوں میں اختلاف نہیں تھا، فروخت صوبہ مدراس کے اندر ہو سکتی تھی، تو ٹیکس جائز طور پر ان پر عائد کیا جاسکتا تھا لیکن دوسری صورت میں نہیں۔ تاہم، پارٹیاں مختلف تھیں؟ جائزے کے حوالے سے۔ اس بات کا تعین کرنے کے لیے کہ آیا فروخت صوبہ مدراس کے اندر ہوئی یا نہیں، اس کا اطلاق کیا جائے۔ اپیل کنندہ کی جانب سے یہ دلیل اٹھائی گئی کہ تمام لین دین کے سلسلے میں فروخت کی جگہ کلکتہ تھی، کیونکہ فروخت شدہ سامان کی جائیداد تسلیم شدہ طور پر اس شہر میں خریداروں کو منتقل کر دی گئی تھی۔ دوسری طرف مدعا علیہ ریاست دلیل یہ تھی کہ فروخت کے مقام بذریعے تعین کرنے کے لیے حقیقی امتحان یہ نہیں تھا کہ فروخت شدہ سامان میں موجود جائیداد کہاں سے گزری، بلکہ یہ تھا کہ اصل لین دین کہاں کیا گیا تھا۔ چونکہ کمپنی کا صدر دفتر مدراس شہر میں تھا، اس لیے اس کے کھاتے وہیں رکھے جاتے تھے اور سامان اس شہر میں عام کیریئر کو پہنچایا جاتا تھا، مدعا علیہ کے مطابق،

فروخت مدراس میں ہوئی سمجھی جانی چاہیے حالانکہ فروخت شدہ سامان میں موجود جائیداد صوبے سے باہر منتقل ہوئی تھی۔

عدالت عالیہ نے مد عالیہ ریاست کی اس دلیل کو قبول کر لیا۔ فاضل ججوں کی رائے میں لفظ "فروخت" کے قانونی اور مقبول دونوں معنی ہیں۔ قانونی معنوں میں، یہ سامان میں جائیداد کی منتقلی کو درآمد کرتا ہے اور اسی معنی میں یہ لفظ سامان کی فروخت کے قانون میں استعمال ہوتا ہے۔ تاہم، مقبول معنوں میں، یہ خود لین دین کی نشاندہی کرتا ہے جس کے نتیجے میں جائیداد گزر جاتی ہے۔ چونکہ سیلز ٹیکس ایکٹ میں قانون سازی کا مقصد فروخت کے موقع پر ٹیکس عائد کرنا ہے، اس لیے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ فروخت صوبے سے باہر مکمل کی گئی ہو۔ یہ کہا جاتا ہے کہ وہ جگہ جہاں جائیداد گزرتی ہے، ٹیکس لگانے والے اتھارٹی کے لیے کوئی تشویش کی بات نہیں ہے اور اس تناظر میں لفظ کا مقبول معنی زیادہ مناسب ہے اور اسے اپنایا جانا چاہیے۔ درخواست گزار کی جانب سے مزید یہ دلیل پیش کی گئی کہ اگر یہ نقطہ نظر قبول کر لیا جاتا ہے تو سیلز ٹیکس کو اس کے نفاذ میں غیر علاقائی سمجھا جائے گا اور اس طرح صوبائی قانون سازی کو غیر علاقائی سمجھا جائے گا، جسے ہائی کورٹ نے والس برادرز وغیرہ اینڈ کمپنی بمقابلہ کمشنر آف انکم ٹیکس، بمبئی⁽¹⁾ میں عدالتی کمیٹی کے معروف فیصلے کے اختیار پر مسترد کر دیا تھا۔

یہ اس فیصلے کی صداقت ہے جسے ہمارے سامنے چیلنج کیا گیا ہے اور اپیل کی حمایت میں پیش ہونے والے مسٹر سومیا کی طرف سے اٹھائے گئے تنازعات دوہرے نوعیت کے ہیں: فاضل وکیل نے پہلی جگہ دلیل دی ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 کے تحت کام کرنے والی صوبائی قانون سازی آئینی طور پر اس نوعیت کا قانون سازی کرنے کے قابل نہیں تھی جو عدالت عالیہ کی طرف سے اس پر رکھی قابل تشریح کے مطابق صوبے سے باہر ہونے والے فروخت کے لین دین پر کام کرنے کے قابل ہے۔ دوسری دلیل ہے کہ مدراس سیلز ٹیکس ایکٹ کی متعلقہ کی توضیحات مناسب تعمیر پر عدالت عالیہ کو یہ فیصلہ دینا چاہیے تھا کہ وہ فروخت کے

لین دین کے سلسلے میں سیل ٹیکس کے نفاذ کا اختیار نہیں دیتی ہے جہاں فروخت شدہ سامان میں موجود جائیداد صوبے سے باہر گزرتی ہے۔

ہمیں پہلی دلیل غیر مستحکم معلوم ہوتی ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1935 کی دفعہ 100(3)، جس پر مسٹر سومیا نے انحصار کیا اور جو آئین کے آرٹیکل 246(3) سے مطابقت رکھتا ہے، مندرجہ ذیل ہے:

"سابقہ دوزیلی حصوں کے تابع، صوبائی قانون سازی کے پاس اور وفاقی

قانون سازی کے پاس، دوسرے گوشوارہ میں فہرست II میں مذکور کسی بھی

معاملے کے حوالے سے کسی صوبے یا اس کے کسی حصے کے لیے قوانین بنانے

کا اختیار نہیں ہے۔"

صوبائی فہرست میں جو اندراج ہمارے مقصد کے لیے متعلقہ ہے وہ اندراج نمبر 48 ہے اور جو "سامان کی فروخت اور اشتہارات پر ٹیکس" کی بات کرتا ہے۔ اندراج میں یہ تجویز نہیں کی گئی ہے کہ سامان کی فروخت پر ٹیکس عائد کرنے والی قانون سازی صرف صوبے کی حدود میں ہونے والی فروخت کے سلسلے میں کی جاسکتی ہے۔ اور یہ کہ دفعہ 100(3) صرف یہ فراہم کرتا ہے کہ صوبائی قانون سازی خود صوبے کے مقاصد کے لیے کوئی قانون منظور کر سکتا ہے۔ یہ کسی تنازعہ کا اعتراف نہیں کرتا کہ صوبائی قانون سازی ٹیکس کا کوئی ایسا قانون منظور نہیں کر سکتا جو صوبے کی حدود سے باہر بھارت کے کسی بھی دوسرے حصے پر پابند ہو، لیکن یہ صوبے سے باہر ہونے والے لین دین پر ٹیکس عائد کرنے کے لیے قانون سازی کرنے کے لیے کافی اہل ہوگا، بشرطیکہ اس طرح کے لین دین اور ٹیکس لگانے والے صوبے کے درمیان کافی اور حقیقی علاقائی گٹھ جوڑ ہو۔ یہ اصول، جو والیس برادرز وغیرہ اور کمپنی بنام کمشنر انکم ٹیکس، بمبئی (1) میں عدالت کمیٹی کے فیصلے پر مبنی ہے، اس عدالت نے بمبئی سیلز ٹیکس ایکٹ مقدمے (2) میں اپنے حالیہ فیصلے میں سیل ٹیکس قانون سازی پر لاگو ہونے کا فیصلہ کیا ہے اور اس کی ملکیت سوال سے بالاتر ہے۔ درحقیقت، آئین کے نفاذ سے قبل صوبائی قانون سازوں کی طرف سے فروخت ٹیکس کے

قوانین کے حوالے سے قانون سازی کا عمل فروخت اور خریداریوں پر ٹیکس عائد کرنے کی اجازت دینا رہا ہے جو کسی نہ کسی طرح سے ٹیکس لگانے والے صوبے سے متعلق تھے کیونکہ لین دین کے کچھ اجزاء صوبے کے اندر ہوئے تھے یا اس وقت جب لین دین ہوا تھا اس کے اندر سامان کی پیداوار یا مقام کی وجہ سے۔ اگر مدراس سیلز ٹیکس ایکٹ میں ٹیکس کے لیے اپنائی گئی بنیاد صوبہ مدراس کے اندر کاروبار کی جگہ یا فروخت شدہ سامان کا مقام ہے، تو بلاشبہ یہ ایک درست قانون سازی ہوگی جس پر آئینی بنیادوں پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے یہ تنازعہ اس مختصر نقطہ تک محدود ہو جاتا ہے کہ مدراس قانون سازی نے سیلز ٹیکس کے نفاذ کی بنیاد کے طور پر کس چیز کو اپنایا ہے۔ یہ ہمیں قانون کی تشریح کے سوال کی طرف لے جاتا ہے جو مسٹر سومیا کی طرف سے اٹھائے گئے دوسرے نکتے میں شامل ہے۔

یہ تعمیر کا ایک طے شدہ قاعدہ ہے کہ قانون سازی کے ارادے کا پتہ لگانے کے لیے، کسی قانون کے تمام آئینی حصوں کو ایک ساتھ لیا جانا چاہیے اور ہر لفظ، فقرے یا جملے پر ایکٹ کے عمومی مقصد اور مقصد کی روشنی میں غور کیا جانا چاہیے۔ مدراس سیلز ٹیکس ایکٹ کے عنوان میں اسے ایک ایکٹ کے طور پر بیان کیا گیا ہے، جس کا مقصد صوبہ مدراس میں سامان کی فروخت پر عام ٹیکس عائد کرنے کی فراہمی ہے اور اسی الفاظ کو اگلی تمہید میں دہرایا گیا ہے۔ عنوان اور تمہید، قانون کی تعمیر میں معاون کے طور پر ان کی قدر جو بھی ہو، بلاشبہ قانون سازی کے ارادے اور تقسیم پر روشنی ڈالتی ہے اور خود قانون سازی کے دائرہ کار اور مقصد کی نشاندہی کرتی ہے۔ مدراس سیلز ٹیکس ایکٹ کا عنوان اور تمہید واضح طور پر ظاہر کرتا ہے کہ اس کا مقصد صوبے کے اندر ہونے والی فروخت پر ٹیکس لگانا ہے، حالانکہ ان الفاظ کا لازمی طور پر یہ مطلب نہیں ہے کہ فروخت شدہ سامان کی جائیداد صوبے کے اندر سے گزرنا چاہیے۔ بیان محاورہ "سامان کی فروخت" ایک جامع بیان محاورہ ہے جو مختلف اجزاء یا عناصر پر مشتمل ہے۔ اس طرح، سودے بازی یا فروخت کے معاہدے کے عناصر، قیمت کی ادائیگی کا ادائیگی یا وعدہ، سامان کی فراہمی اور حق کا اصل پاسنگ، اور ان میں سے ہر ایک فروخت کے لین دین کے لیے ضروری ہے حالانکہ

فروخت مکمل یا ختم نہیں ہوتی جب تک کہ خریدار جائیداد کا مالک نہ بن جائے۔ سوال یہ ہے کہ مدراس قانون سازیہ نے کس عنصر یا عناصر کو اس صوبے میں فروخت کے طور پر قبول کیا ہے جس پر ٹیکس لگانا قانون کا مقصد ہے۔ دفعہ 2 (h) "فروخت" کی تعریف دیتا ہے اور اس کی تعریف اس معنی کے طور پر کی گئی ہے، ہر ایک، تجارت یا کاروبار کے دوران نقد یا موخر ادائیگی یا دیگر قیمتی ادائیگی کے لیے ایک شخص کے ذریعے سامان میں موجود جائیداد کو دوسرے شخص کو منتقل کرنا، لیکن اس میں رہن، قیاس آرائی، معاوضہ یا عہد شامل نہیں ہے۔

بے شک اس تعریف میں فروخت میں جائیداد کی منتقلی کے عنصر پر زور دیا گیا ہے اور کوئی اور نہیں۔ یہ زبان فروخت کے مقبول معنی کا کوئی اشارہ نہیں دیتی ہے جس میں عدالت عالیہ کے مطابق یہ لفظ استعمال کیا گیا تھا۔ یہ بات قابل غور ہے کہ اس تعریف کی وضاحت کے طور پر، عملی طور پر، مادی وقت پر اس بات کی نشاندہی کرنے کے لیے کوئی شق موجود نہیں تھی کہ کس صورت میں فروخت صوبہ مدراس کے اندر ہو رہی ہے، حالانکہ فروخت شدہ سامان میں موجود جائیداد صوبے کی حدود سے باہر سے گزری تھی۔ اس طرح کی وضاحتیں مدراس ایکٹ XXV، سال 1947 کے ذریعے شامل کی گئیں اور ان میں سے ایک وضاحت، یعنی وضاحت 2، مندرجہ ذیل فراہم کرتی ہے:

"بھارتیہ سیل آف گڈز ایکٹ، 1930 میں اس کے برعکس کچھ بھی

ہونے کے باوجود، کسی بھی سامان کی فروخت یا خریداری، اس ایکٹ کے

مقاصد کے لیے، اس صوبے میں ہوئی سمجھی جائے گی، جہاں کہیں بھی

فروخت یا خریداری کا معاہدہ کیا گیا ہو۔

(a) اگر سامان اصل میں اس صوبے میں تھا، اس وقت جب

اس کے سلسلے میں فروخت یا خریداری کا معاہدہ کیا گیا تھا، یا

(b) اگر معاہدہ تفصیل کے مطابق مستقبل کے سامان کی

فروخت یا خریداری کے لیے تھا، تو، اگر سامان اصل میں اس صوبے میں

اس کے سلسلے میں فروخت یا خریداری کا معاہدہ ہونے کے بعد کسی بھی

وقت تیار کیا جاتا ہے۔

اس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ ان لین دین پر قانون سازی کی طرف سے خود تعریف کے تحت صوبہ مدراس کے اندر فروخت کے طور پر غور نہیں کیا گیا تھا، لیکن ایک قانونی افسانے کا سہارا لے کر انہیں ایسا قرار دیا گیا تھا، اس کے برعکس سامان کی فروخت کے قانون میں کسی بھی شق کے باوجود جو یہ فرض کیا گیا تھا، بصورت دیگر لاگو ہو گا۔ وضاحت سے مزید پتہ چلتا ہے کہ دفعہ 2(h) میں "فروخت" کی وضاحت کرتے ہوئے، قانون سازی کے ذہن میں صوبہ مدراس میں فروخت تھی اور چونکہ یہ الفاظ ایکٹ کے عنوان اور تمہید میں پائے جاتے ہیں اس لیے تعریف یا چارج دفعہ میں انہیں دہرانا ضروری نہیں سمجھا گیا۔ دفعہ 3 ایکٹ میں چارجنگ دفعہ ہے اور اس میں کسی خاص سال کے لیے ڈیلر کے کل کاروبار پر ٹیکس عائد کرنے کا التزام ہے۔ "کاروبار" کی تعریف مجموعی رقم سے کی جاتی ہے جس کے لیے سامان خریدایا یا فروخت کیا جاتا ہے۔ چارجنگ دفعہ سامان کی فروخت پر ٹیکس عائد کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور ٹیکس صوبہ مدراس میں سامان کی فروخت پر ہے جیسا کہ اس کے عنوان اور تمہید کی روشنی میں پڑھے جانے والے ایکٹ کے دفعہ 2(h) میں بیان کیا گیا ہے۔

ہماری رائے میں، محض یہ حقیقت کہ فروخت کا معاہدہ صوبہ مدراس کے اندر کیا گیا تھا، اس لین دین کو نہیں بناتا، جو کسی دوسرے صوبے کے اندر تسلیم شدہ طور پر مکمل کیا گیا تھا، جہاں سامان میں موجود جائیداد منظور ہوئی تھی، مدراس سیلز ٹیکس ایکٹ کی توضیحات کے مطابق صوبہ مدراس کے اندر فروخت اور ایکٹ کی توضیحات کے تحت اس طرح کے لین دین پر کوئی ٹیکس عائد نہیں کیا جاسکتا تھا۔ فروخت کا معاہدہ سامان کی فروخت کے قانون کے تحت تب ہی فروخت

بن جاتا ہے جب سامان میں موجود جائیداد معاہدے کی شرائط کے تحت ہی خریدار کو منتقل کی جاتی ہے۔ معاہدے کے وقت صوبے کے اندر سامان کی موجودگی بلاشبہ فروخت کو، اگر بعد میں مکمل ہو جائے تو، ایکٹ XXV، سال 1947 کی طرف سے شامل کردہ وضاحت کی وجہ سے صوبے کے اندر فروخت بنا دے گی۔ لیکن چونکہ یہ وضاحت متعلقہ مدت کے دوران عمل میں نہیں تھی جس سے ہمارا تعلق ہے، ہماری رائے میں، اس مدت کے دوران لین دین پر سیل ٹیکس کی تشخیص غیر قانونی ہے اور ایکٹ کی توضیحات کے مطابق اس کی ضمانت نہیں ہے۔ اس سلسلے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ زیر بحث مدت کے علاوہ ٹیکس لگانے والے حکام کی طرف سے اپیل گزار کے اسی طرح کے لین دین پر پچھلے کسی بھی سال میں کوئی ٹیکس عائد کرنے کی کوشش نہیں کی گئی تھی، حالانکہ یہ ایکٹ 1939 میں ہی عمل میں آیا تھا۔ یہ بھی متنازعہ نہیں ہے کہ کمپنی کلکتہ کے تاجروں کے ساتھ اپنے لین دین پر سیل ٹیکس ادا کر رہی ہے جب سے ایکٹ XXV، سال 1947 کے ذریعے وضاحت شامل کی گئی تھی۔ ہماری رائے میں، اپیل کی اجازت دی جانی چاہیے اور درج ذیل عدالت عالیان کی طرف سے دی گئی سزا اور حکم صادر کرنے کو کالعدم قرار دیا جانا چاہیے۔ جرمانہ اور فروخت ٹیکس، اگر اصل میں ادا کیا جاتا ہے، تو اپیل کنندہ کو واپس کر دیا جانا چاہیے۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

اپیل کنندہ کا ایجنٹ: ایم۔ ایس۔ کے۔ آئینگر۔

مدعا علیہ کا ایجنٹ (ریاست مدراس)، یونین آف انڈیا، اور پنجاب، میسور، مدھیہ پردیش اور

ٹراوانکور کو چین (مداخلت کاروں) کی ریاستیں: جی۔ ایچ۔ راجادھیاکشا۔

ریاست بہار کے لیے ایجنٹ: آر سی پرساد۔

ریاست یو۔ پی۔ کے لیے ایجنٹ: سی۔ پی۔ لال۔

مداخلت کار نمبر 8 کے لیے ایجنٹ: راجندر نارائن۔